ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

ایران میں سفر کے محرکات۔۔۔تجزیاتی مطالعہ

وسیم ارشد

معاون شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر منزہ منور

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر محمد اعجاز تبسم

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

Abstract:

There are different aspects and ideologies of tourism. In these angles, culture and civilization have a fundamental position. Many branches of history emerge from the knowledge and understanding of civilization and culture, society and society. When the journey of a certain era is recorded, the social, civilizational, cultural, historical and political events of that time will also be present in the travelogue. Through the travelogues, some historical events and things are also mentioned which are not found in the history books and we can say that there are some new historical revelations through the travelogues. If a common man is asked what were the reasons for his visit to Iran.

Keyword:

ایران، تہذیب وثقافت، تمدن، باہمی رنگ، مشترکہ روایات

سفر ایک حرکت کا نام ہے۔ ایسی حرکت جس سے ذہن انسانی میں بالیدگی۔ روشن خیالی اور وسیع النظری اور زندگی کی حقیقتوں کی جانب رہنمائی ہو سکے۔ سفر ہی سے کرہ ارض پر پھیلے ہوئے خلقتِ الٰہیہ کے شاہکار نزدیک سے دکھائی دیتے ہیں۔ خداوند عالم نے سورۃ مبارکہ انعام آیت نمبر ۱۱ میں ہمیں جمود سے نکل کر حرکت کی جانب متوجہ کیا ہے۔

انسانی زندگی میں مذہب اور عقائد کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اگر عام آدمی سے سوال کیا جائے کہ آپ کے ایران جانے کے کیا اسباب تھے اس کا یہی جواب ہو گا کہ میری چوں کہ اہلِ بیت اطہار کے ساتھ دلی عقیدت ہے اور ایران کی سرزمین پر مختلف شہروں میں زیارات مقدسہ ہیں۔ مختار احمد خاں اپنے سفر نامے "جہاں نما" میں لکھتے ہیں:

> "جولائی ۱۹۴۸ء میں جب مرکزی وزیر صحت راجہ غضنفر علی خاں ایران اور عراق میں پہلے پاکستانی سفیر مقرر ہوئے تو وہ ممتاز احمد خاں کو ڈیپوٹیشن پر اپنے ہمراہ بطور پریس اتاشی ایران لے گئے۔ جہاں انھوں نے قریباً ڈیڑھ سال تک ایران اور عراق میں پاکستان کی بھرپور پبلسٹی کی۔ اپنے مضامین اور یک روزانہ نیوز بلیٹن (جو فارسی، عربی اور انگریزی میں شائع ہوتا تھا) کے ذریعے انھوں نے وطن عزیز پاکستان اور نظریہ پاکستان کو ان دو ممالک میں گھر گھر متعارف کروایا۔"(۱)

مشہد ایران کے شہروں میں سے ایک اہم شہر ہے آبادی کے لحاظ سے اسلامی جمہوریہ ایران کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ مشہد کو "مشہد مقدس" کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس شہر میں شیعہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق آٹھویں امام علی رضا بن موسیٰ کاظم رضا مدفون ہیں۔ ان کے مزار کی موجودگی کی بدولت شہر مشہد دنیا بھر کے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

مسلمانوں کی خاص توجہ کا محور و مرکز ہے۔ ایرانی اخبار ”جام جم“ کے مطابق سالانہ زیارت کرنے والے ایرانی زائریں کی تعداد تین کروڑ بیس لاکھ (۳۲ملین) کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ جب کہ غیر ملکی زائدین کی تعداد دس لاکھ سے زائد ہوتی ہے۔ مسجد کوثر شاہ امام علی رضا کے مزار کے ساتھ ملحقہ ایک عظیم الشان عبادت گاہ بھی ہے۔ جسے ایران کی سب سے بڑی مسجد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

یہ عظیم الشان عبادت گاہ، آرام گاہ، میوزیم، کتب خانہ، سیمینار، مسجد گوہر شاد جامعہ رضوی پر مشتمل ہے۔ اور ۵۹۸،۶۵۷ مربع میٹر پر محیط ہے۔ ہر سال تقریباً ۱۵ ملین افراد مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ مشہد میں واقع مختلف قسم کے ہوٹل اور رہائش گاہ پُر آسائش ہوٹل سے لے کر سستے قیمت رہائش گاہ تک اس بات کا باعث بن گئے ہے کہ ملکی اور غیر ملکی سیاح آرام سے اس شہر میں رہائش پذیر ہو جائیں۔ روضہ اطہر کے احاطے بھی خوبطصورت اور انتہائی وسیع ہیں جو اسلامی طرزِ تعمیر کا نمونہ ہیں اور مشہد کی سیاحتی دل چسپیوں میں سے ایک ہے۔ مشہد شہر میں بہت سارے میوزیم اور ملک کے عظیم اور مایۂ ناز افراد کے مقبرے جیسے ”شیخ بھائی“ جو دسویں اور گیارھویں صدی کے دانشوروں میں سے ایک ہے اور ساتھ ساتھ نامور ایرانی شاعر ” فردوسی“ بھی اسی شہر میں مدفون ہے، جو ملکی اور غیر ملکی سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں۔

ایران شہر ”مشہد“ کے روایتی سوغاتوں میں سے ایک زعفران جو اعلیٰ درجے کا ہے اور اسے سرخ گولڈ بھی کہتے ہیں۔ اسی کے علاوہ مشہد کے آس پاس شہروں میں قیمتی اور خوب صورت پتھر ”عقیق“ وغیرہ سے بھرپور ہیں۔ لوگ ان کو تحفے تحائف دینے کے لیے خریدتے ہیں۔ ڈاکٹر ظہور احمد اعوان اپنے سفر نامے ”انقلاب کے دیس میں“ میں لکھتے ہیں:

> ”اہل مغرب کا ایک یہ بھی واویلا تھا کہ انقلاب نے برپا ہوا کر ایرانی عالم نسواں کو محبوس خانہ کر دیا ہے۔ عورتوں کے بنیادی انسانی حقوق معطل ہو گئے ہیں اور ایرانی عورت غیر رضا کارانہ حجاب میں مقید و مقفل ہو کر اپنی انسانی آزادیاں کھو بیٹھی ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ ایران میں جمہوری اختلاف رائے کا گلہ گھونٹ دیا گیا ہے۔ میں یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کے لیے میں نے اپنے طور پر بندوبست کر لیا تھا اور چند دوستوں کے ساتھ مل کر ایران کی نجی سیاحت کا پروگرام بنالیا تھا۔ میں انھی تیاریوں میں مصروف تھا کہ ایک دن ایک خط موصول ہوا جس میں خمینیؒ کے صد سالہ جشن ولادت کے موقع پر ایک عالمی کانگریس کے انعقاد کی نوید دی گئی تھی اور کہا گیا کہ اس میں مقالہ پیش کرنا ہے تو اس کا خلاصہ ارسال کریں۔ یہ کام مشکل تھا مگر اسے انجام تک پہنچایا۔ چند دنوں بعد اطلاع ملی کہ تیاری کیجئے آپ کا مقالہ منظور ہو گیا ہے۔ میرے دل میں انقلاب ایران کا بچشم خود نظارہ کرنے کی خواہش کہ وہ سرزمین کسی ہو گی۔ اُس ہوا میں سانس لینے اور اس مہک کو سونگھنے کی آرزو نے میرے قدموں میں ایران کا سفر باندھ رکھا تھا۔ “(۲)

پاکستانی اپنے دوستوں کے لیے مٹی کی کشیدہ کاری والے برتن اور سنگ مرمر کے برتن بھی خرید کر اپنے دوستوں کے لیے لے جاتے ہیں۔ فردوسی یونیورسٹی اور اسلامک آزاد یونیورسٹی وغیرہ میں پاکستان سے طالب علم دینی تعلیم حاصل کرنے کے لیے جاتے ہیں۔ سید ظل الرحمٰن ”ایران نامہ (سفر نامہ)“ میں اپنے ایران سفر کے محرک کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ”حکیم صاحب کو دورہ ایران کی دعوت اگرچہ کافی عرصہ سے دی جارہی تھی۔ لیکن آخر اپریل ۱۹۹۵ء سے قبل وہ اس کے لیے وقت نہیں نکال سکے۔ اوائل اپریل میں جمہوری اسلامی ایران کے صدر ہاشم رفسنجانی اور وزیر خارجہ علی اکبر ولایتی کا ہندوستان کا دورہ ہوا۔ اس دورہ میں علی اکبر ولایتی نے جامعہ ہمدرد کا معائنہ کیا۔ وہ اس کی تعمیر و ترقی اور حکیم صاحب کے مہتم بالشان کارناموں سے بہت متاثر ہوئے اور اُن کو ایران آنے کی دعوت دی۔ ۲۸ اپریل ۱۹۹۵ء کو حکیم صاحب کی زیر سرکردگی ایک علمی فنی وفد ایران روانہ ہوا۔ وفد میں پروفیسر عبدالودود اظہر صدر شعبہ فارسی جواہر لال نہرو یونیورسٹی، سید اوصاف علی اور راقم سطور شامل تھے۔ علم و فن کے میدان میں حکیم صاحب کی ہمہ جہت شخصیت کے اعتراف کے

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

ساتھ ہی دورہ کا ایک مقصد ایران میں طب یونانی کا تعارف اور اس کی اشاعت کے سلسلہ میں امکانات کا جائزہ تھا۔ ہمدرد دواخانہ کے ایک اعلیٰ وفد کی بھی اس دورہ میں شرکت رہی۔"(۳)

مولوی مہیش اپنی "ایران یاترا" کے محرک کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"جب ۱۹۱۶ء میں وہ عربی پڑھ رہے تھے تو انھیں معلوم ہوا کہ فارسی یا عربی میں اعلیٰ تعلیم کے لیے لوگ یورپ جاتے ہیں۔جب کہ انھیں ایران یا عرب جانا چاہیے لیکن بعد میں انھیں معلوم ہا کہ عربی فارسی کے بیش قیمت ذخائر یورپ پہنچ چکے ہیں۔اس لیے ہمیں یورپ جانا چاہیے اگر ہم ایران یا عرب جائیں جہاں کی زبان فارسی یا عربی ہے تو اس سے بھی ہمیں بہت فائدہ ہو گا۔ مہیش صاحب عربی اور فارسی کے استاد تھے اور انھوں نے یہ دونوں زبانیں اور ان کا ادب سیکھا اور پڑھا تھا۔اس لیے ان کا خیال تھا کہ حصول علم کے لیے کسی وقت ان ممالک کا سفر کا ی جائے ایران و عرب کے بارے میں اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کے لیے ایران پہنچے۔"(۴)

"قم "اسلامی جمہوریہ ایران کے اہم شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ جسے قم المقدس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایران کا آٹھوں بڑا شہر ہے۔ نجف اشرف عراق کے بعد سب سے اہم علمی مرکز شمار ہوتا ہے۔ اس شہر میں امام علی بن موسیٰ الرضا معروف بہ امام رضا کی بہن فاطمہ معصومہ کا مزار ہے۔ جس کی زیارت کے لیے دنیا بھر سے مسلمان یہاں پر اکٹھے ہوتے ہیں۔"قم "میں آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ علما اور دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلاب کا ہے، ان علما اور طلاب میں ایرانیوں کے علاوہ دوسرے ممالک، خاص طور پر پاکستانیوں کی ایک بڑی تعداد شامل ہیں۔99.76 فیصد آبادی شیعہ اثنا عشری کی ہیں۔"قم "کا حلوہ یہاں کی سوغات ہیں جسے ایرانی زبان میں "سویاں "کہتے ہیں۔بہت معروف اور مشہور ہیں۔ قم شہر میں بھی مختلف مزار اور زیارت گاہیں ہیں۔

ایران کے شہر "قم "سے ۴ کلو میٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جہاں پر ایک بہت بڑی مسجد نام جمکران تعمیر کی گئی ہے۔ یہ مسجد ابو الحسن نامی ایک قمی عالم کے توسط سے تعمیر کی گئی ہے۔

اس لیے دنیا بھر کے لوگ اس مسجد کی زیارت اور یہاں پر دُعا اور نماز کے لیے خصوصی طور پر یہاں جمع ہوتے ہیں اور یہ مسجد ایران میں سفر کے محرکات میں سے ایک محرک ہے۔زائرین کی ایک بڑی تعداد اپنی حاجات و مشکلات کے حل کے لیے اس مسجد کی زیارت کرتے ہیں۔ "خمینی کے دیس میں (سفر نامہ)" افضال شاہ رقم طراز ہیں :

"۱۹۸۳ء کی بات ہے میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر رہا تھا۔حج شروع ہونے میں چند دن باقی تھے ایرانی حاجیوں کے بارے میں طرح طرح کی باتیں سننے میں آرہی تھیں، اخبارات میں بھی گاہے گاہے اس بات کا تذکرہ ملتا تھا کہ شاید سعودی حکومت ایرانی حاجیوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔ وجہ یہ بتائی جارہی تھی کہ ایرانی حاجی وہاں سیاسی مظاہرے کرتے ہیں جس سے انتظامات درہم برہم ہوتے ہیں۔حج کا آغاز ہوا تو مکہ کی گلیوں میں مجھے امام خمینی کی بڑی بڑی تصاویر دکھائی دیں پھر میں نے دیکھا کہ ایرانی حاجی اپنا پرچم اٹھائے۔ ایک ترتیب کے ساتھ حرم سے باہر کھڑے ہیں۔ اور یہ نعرے لگا رہے ہیں۔"(۵)

نیشاپور میں دنیا کا بہترین فیروزہ بھی یہاں سے ملتا ہے۔ جسے نیشاپوری فیروزہ کہتے ہیں۔ تہران جو کہ ایران کا درالخلافہ بھی ہے۔ وہاں بانی انقلاب امام خمینیؒ کا روضہ اقدس ہے۔ مگر عقیدت کے ساتھ ساتھ تاریخ سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے زیارتِ مقدسہ کے ساتھ ساتھ ان جگہوں کی تاریخی اہمیت اپنی جگہ ہے۔ ایران کے فارسی شعراء اُردو ادب میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ مثلاً حافظ شیرازی اور مولانا رومی جو کہ شاعر مشرق علامہ اقبال کے روحانی پیشوا تھے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.3 2023

ایرانی بھی علامہ اقبال کے شیدائی ہیں اور انھیں عموماً اقبال لاہوری کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ عوام تو عوام جید علمائے کرام بھی ان کی بصیرت کے قائل ہیں۔ علامہ اقبال کے شیدائیوں میں ڈاکٹر فریدنی مرحوم اور رہبر ایران آقائے خامنہ ای جیسی ہستیاں شامل ہیں جو اپنی تقاریر میں علامہ اقبال کے اشعار بے محابہ استعمال کرتے ہیں۔ علامہ اقبال کا ستر فیصد کلام فارسی میں ہے۔ اس کے اردو ادب پر فارسی کے بہت گہرے اثرات ہیں۔ اس لیے حکومتی طور پر اور مختلف تنظیمی طلبہ کو فارسی زبان سیکھنے کے لیے ایران بھیجتی ہیں تاکہ اردو ادب کا یہ سرمایہ ضائع نہ ہو جائیں۔

اردو جو کہ لشکری زبان ہے۔ یہ تیرہ زبانوں کا مجموعہ ہے۔ ۴۰٪ الفاظ اردو میں فارسی زبان سے آئے ہیں۔ اس لیے اردو ادب کا ایک بہت بڑا سرمایہ فارسی زبان میں محفوظ ہیں۔ اس لیے اگر فارسی زبان سے بے اعتنائی برتی جائے گی تو شعر اکا یہ قیمتی سرمایہ ہم کھودیں گے جس سے اردو زبان کی بنیاد بڑی۔ اور جس میں ہمارے بزرگوں کی عظیم باتیں اور عظیم کارنامے محفوظ ہیں۔

ایران میں دو بندر گاہیں، بندر گاہ عباس اور بندر گاہ خمینی ہیں۔ پاکستانی ایجنٹ جو غیر قانونی طور پر نوجوانوں کو یورپ تک پہنچاتے ہیں۔ ایران کو ایک راہداری کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ یہ لوگ (ایجنٹ) خشکی کا راستہ بھی استعمال کرتے ہیں اور سمندری بھی کچھ لوگ جو کام کرنے کی غرض سے جاتے ہیں۔ یا وہاں پر تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے، وہ ایران میں ہی شادی کر کے اپنا گھر بسا لیتے ہیں اور پھر وہی کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔ کچھ تنظیمیں پاکستانی تارکین وطن، زائرین اور بے روزگاروں کو ملازمت کا جھانسہ دے کر اپنے جال میں پھنسا لیتی ہیں۔

ایران کے ساتھ بلوچستان کے سرحدی شہر تفتان میں زیرو پوائنٹ کو ہفتے میں تین روز کے لیے کھولا جاتا ہے تاکہ ایران اور پاکستان کے لوگ آپس میں لین دین کر سکیں۔ تجارت کے ان دنوں میں پاکستان کے مزدور کندھوں اور ہتھ ریڑھیوں پر ایران سے عام استعمال کی چیزیں لاتے ہیں۔ جن میں زیادہ تر سبزیاں، پھل، شہد، قالین، بیکری آئٹمز، مشروبات، کراکری کا سامان شامل ہیں۔

پاکستان اور ایران کے درمیان ۹۰۴ کلومیٹر طویل سرحد ہے۔ بلوچستان کے سرحدی اضلاع میں چاغی، واشک، پنجگور، کیچ تربت اور گوادر شامل ہیں۔ یہ اضلاع ایران کی اشیاء کی ایک بہت بڑی مارکیٹ ہیں۔ ان علاقوں میں خور دونوش سمیت تیل اور موٹر سائیکلیں بھی ایرانی استعمال ہوتی ہیں۔ جب کہ یہاں سرکاری طور پر ایران کی جانب سے بجلی بھی فراہم کی جاتی ہے۔ اس تجارت پر کسی قسم کا ٹیکس ادا نہیں کیا جاتا۔ دونوں ممالک کے معاہدے کے مطابق پاکستان سے موسمی پھل ایران جاتے ہیں۔

تفتان میں نہ کاشت کاری ہوتی ہے اور نہ یہاں کوئی دوسرا بڑا ذریعہ روزگار ہے۔ یہاں کے مقامی لوگوں کا سارا دارومدار زیرو پوائنٹ، سرحدی کراسنگ پر ہے۔ جہاں سے مزدوری اور تجارت کے مواقع دستیاب ہوتے ہیں۔ صرف زیرو پوائنٹ کی تجارت سے لگ بھگ ۲۵۰ مزدوروں کا روزگار وابستہ ہے۔ کچھ مزدور بارڈر پار سے سامان لاتے ہیں، چند انھیں لادتے ہیں۔ جب کہ دوسرے انھیں گاڑیوں پر لوڈ کر کے تفتان شہر میں دکانوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس طرح ۱۵ ہزار آبادی کے شہر تفتان کی معیشت اس تجارت سے چلتی ہے بلوچستان کے سرحدی علاقوں سے مزدور کام کاج کے لیے ایران کے صوبے سیستان اور دیگر علاقوں میں بھی جاتے ہیں۔ جس کے لیے ان کو مقامی راہداری بھی دی جاتی ہے۔ "سفر نامہ ایران" میں سید اسعد گیلانی اپنے سفر نامے کے محرک کے بارے میں رقم طراز ہیں:

> "اسلامی انقلاب کا بلند بند ہوا اور امام خمینیؒ کی دینی شخصیت اس انقلاب کی رہبری کرتی ہوئی نظر آئی۔ میں نے انھیں پہلی ہی نظر میں عالم اسلام کی ایک منفرد شخصیت اور دینی بنیادوں پر ایک مضبوط اور مستحکم کردار کا حامل رہنما محسوس کیا۔ اور ایران میں ملوکیت کے مقابلے میں مسلمانوں کی قربانیوں کا شاندار ریکارڈ سامنے آیا۔ یہی سے مجھے ایران، اس کی اصلاحی اور جمہوری تحریک اور اس کے انقلاب سے دل چسپی پیدا ہوئی اور جب ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء کو انقلاب رونما ہو گیا تو عالم اسلام کی مختلف اسلامی تحریکوں کے مقتدر رہنما مولانا مودودیؒ کے ساتھ تہران پہنچے تاکہ ایران میں اسلامی انقلاب کے بانیوں کو پر خلوص مبارکباد پیش کریں۔ یہ عالم اسلام کی طرف سے ایران کے اسلام انقلاب کا خیر مقدم کرنے والا پہلا دفد تھا جو

خود وہاں پہنچا۔ اس کے علاوہ عالم اسلام کی اسلامی تحریکوں کی طرف سے مبارکباد کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ فروری ۱۹۸۰ء میں اسلامی انقلاب کی تقریبات آزادی میں شرکت کے لیے ایران گیا۔"(۶)

ایران میں جو زائرین پاکستان سے بذریعہ روڈ جاتے ہیں۔ اُن کے لیے بھی تفتان کی سرحد ہی استعمال کی جاتی ہے۔ روڈ کے ذریعے سفر دشوار ہے۔ سیاحوں کے لیے ٹرینوں میں بھی ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ جو لوگ ایران جاتے ہیں وہ ایران کی ٹرینوں کے سفر سے محظوظ ضرور ہوتے ہیں۔

ایئر کنڈیشنڈ کمرے، انٹرنیٹ اور ٹی وی وغیرہ کی سہولت بھی موجود ہوتی ہیں۔ ایران قالینوں کے لیے بھی بہت مشہور ہیں۔ کچھ لوگ سستے داموں ایران سے قالین خریدتے ہیں۔ اور پاکستان آکر مہنگے داموں بیچ کر اپنا کاروبار چمکاتے ہیں۔ کچھ لوگ اپنے گھروں کے لیے اور تحفے تحائف دینے کے لیے بھی ایران سے قالینوں کی شاپنگ کرتے ہیں۔

ان تمام باتوں کے باوجود زائرین کا اہل بیت سے عشق ہے اور وہ اسی عشق کی تسکین کے لیے ایران جاتے ہیں۔ بے شک سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ممتاز احمد خاں، جہاں نما (سفر نامہ)، آتش فشاں پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص ۶
۲۔ ظہور احمد اعوان، ڈاکٹر، انقلاب کے دیس میں، ۲۰۰۹ء، ص ۴
۳۔ ظل الرحمن، سید، ایران نامہ (سفر نامہ)، ۱۹۹۸ء، ص ۱۸
۴۔ مہیش پرشاد، اپنی یاترا، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۲۵
۵۔ افضال شاہد، خمینی کے دیس میں (سفر نامہ ایران) منزہ پبلی کیشنز، ۱۹۸۹ء، ص ۷۸
۶۔ اسعد گیلانی، سید، سفر نامہ ایران، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ۱۹۸۵ء، ص ۷